Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Methodological and Stylistic Study of Shaykh Abdul Hadi Shah Mansoori's *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān*

شیخ عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن کا منہجی واسلوبی مطالعہ

Irsa
PhD Scholar, Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Irsaaziz500@gmail.com
Dr. Muhammad Naeem
Assistant Professor, Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Dr. Muhammad Ayaz
Assistant Professor, Agriculture University Peshawar

Abstract

This study examines the methodological and stylistic features of *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān*, a distinguished Arabic commentary authored by Shaykh Abdul Hadi Shah Mansoori. The Holy Qur'an contains certain verses whose meanings may initially appear difficult, ambiguous, or complex due to linguistic subtleties, rhetorical expressions, contextual factors, theological implications, or apparent contradictions. Such verses have given rise to the important field of *Mushkilāt al-Qurʾān*, which seeks to clarify and reconcile these difficulties through sound exegetical principles. Among the notable contemporary contributions to this field is *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān*, in which Shaykh Mansoori presents concise yet insightful explanations of challenging Qur'anic passages while maintaining fidelity to the classical tradition of tafsīr. This research aims to investigate the author's exegetical methodology, interpretive principles, sources of evidence, and stylistic features, highlighting the distinctive characteristics that set this commentary apart from other works on Qur'anic interpretation. The study employs descriptive, analytical, and comparative approaches to examine selected examples from the commentary and evaluate the methods adopted by the author in resolving exegetical difficulties. Particular attention is given to his use of Qur'anic cross-references, Prophetic traditions, linguistic analysis, theological argumentation, and rational reflection in explaining problematic verses. The research concludes that *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān* represents a significant contribution to contemporary Qur'anic exegesis and the study of *Mushkilāt al-Qurʾān*. Its methodological consistency, scholarly rigor, and pedagogical clarity make it a valuable resource for understanding difficult Qur'anic passages. The study recommends further academic investigation of this commentary and its contribution to modern tafsīr literature, as it offers important insights into the interpretation of the Qur'an and enriches the broader field of Qur'anic studies. The research concludes that *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān* represents a significant contribution to contemporary Qur'anic exegesis and the study of *Mushkilāt al-Qurʾān*. Its methodological consistency, scholarly rigor, and pedagogical clarity make it a valuable resource for understanding difficult Qur'anic passages. The study recommends further academic investigation of this commentary and its contribution to modern tafsīr literature, as it offers important insights into the interpretation of the Qur'an and enriches the broader field of Qur'anic studies.

Keywords: *Al-Burhān fī Mushkilāt al-Qurʾān*, Shaykh Abdul Hadi Shah Mansoori, Qur'anic Exegesis (Tafsīr), *Mushkilāt al-Qurʾān*, Methodology of Tafsīr, Exegetical Style, Qur'anic Studies, Islamic Theology, Contemporary Tafsīr, Qur'anic Interpretation.

تمہید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب، سرچشمۂ ہدایت اور اسلامی علوم کا بنیادی ماخذ ہے۔ اس کے معارف، احکام، عقائد اور اخلاقی تعلیمات ہر دور میں اہلِ علم کی توجہ کا مرکز رہی ہیں۔ قرآنِ کریم کی صحیح تفہیم کے لیے جس علم نے سب سے زیادہ بنیادی کردار ادا کیا، وہ علمِ تفسیر ہے۔ مفسرینِ کرام نے اپنے اپنے علمی ذوق، منہج اور عصری تقاضوں کے مطابق قرآنِ حکیم کی تفسیر و تشریح کا عظیم علمی سرمایہ امت کے لیے چھوڑا، جس کے نتیجے میں تفسیر بالمأثور، تفسیر بالرائی، فقہی، کلامی، ادبی، بلاغی اور موضوعاتی تفاسیر جیسی متعدد علمی جہات وجود میں آئیں۔

علومِ قرآن کی اہم شاخوں میں "مشکلات القرآن" کو بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس فن کا مقصد ان قرآنی آیات کی توضیح کرنا ہے جن کے الفاظ، اسالیب، ظاہری تعارض، عقائدی مضامین یا دیگر علمی پہلو قاری کے لیے اشکال کا باعث بن سکتے ہیں۔ ائمۂ تفسیر نے ان اشکالات کے ازالے کے لیے الگ تصانیف بھی مرتب کیں اور اپنی تفاسیر میں بھی ان پر تفصیلی گفتگو کی۔ اس فن کی اہمیت اس اعتبار سے دوچند ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف قرآنِ کریم کی صحیح مراد واضح ہوتی ہے بلکہ شبہات اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوتا ہے۔

برصغیر کے علماء نے بھی اس میدان میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انہی علمی کاوشوں میں شیخ عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی عربی تفسیر "البرہان فی مشکلات القرآن" نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تفسیر اپنے اختصار، علمی استحکام، تدریسی افادیت، عقلی استدلال اور اشکالاتِ قرآنیہ کے منظم حل کی وجہ سے منفرد مقام کی حامل ہے۔ مصنف نے نہایت سہل اور جامع انداز میں مشکل آیات کی وضاحت کرتے ہوئے لغوی، تفسیری، اعتقادی اور استدلالی مباحث کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ قاری کم الفاظ میں آیت کے بنیادی مفہوم اور اس کے مقاصد تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

اگرچہ تفسیر البرہان اپنی علمی افادیت کے اعتبار سے ایک اہم تفسیری سرمایہ ہے، تاہم اس کے منہج اور اسلوب پر مستقل تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقالے میں شیخ عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن کا منہجی و اسلوبی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اس تفسیر کے نمایاں تفسیری اصول، اسلوبِ بیان، علمی امتیازات، استدلالی منہج اور تدریسی خصوصیات کو واضح کیا جا سکے۔ توقع ہے کہ یہ مطالعہ نہ صرف تفسیر البرہان کی علمی قدر و منزلت کو اجاگر کرے گا بلکہ مشکلاتِ قرآن کے فن میں اس کے مقام کے تعین میں بھی معاون ثابت ہو گا۔

شیخ عبد الہادی شاہ منصوری کا مختصر تعارف

ولادت، تعلیم اور علمی سفر

شیخ عبد الہادی شاہ منصوری کی ولادت 1292ھ / 1873ء میں ضلع صوابی کے موضع شاہ منصور میں ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا عبد اللہ صاحب اپنے عہد کے ممتاز عالم تھے، جن کی نگرانی میں آپ نے ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں فارسی کی معروف کتب، مثلاً گلستان، بوستان اور یوسف زلیخا سمیت ابتدائی درسیات مختلف جید علماء سے پڑھیں۔ صرف و نحو، معانی، بیان، منطق، حکمت اور دیگر عقلی و نقلی علوم کی تکمیل اس دور کے نامور اساتذہ سے کی، جبکہ دورۂ حدیث مولانا نصیر الدین غشتویؒ سے دو سال تک پڑھ کر سندِ حدیث حاصل کی۔[1]

علومِ تفسیر میں تخصص کے لیے آپ ضلع میانوالی کے قصبہ داں بچھراں تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا حسین علیؒ سے دورۂ تفسیر مکمل کیا۔ آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تک اپنے شیخ کی خدمت میں مقیم رہے جب تک تفسیرِ قرآن پر کامل عبور حاصل نہ ہو گیا اور تدریسِ تفسیر کی صلاحیت میں اطمینان نہ ہو گیا۔

تدریسی، اصلاحی اور دینی خدمات

فراغت کے بعد آپ نے 1927ء میں اپنے آبائی گاؤں میں دارالعلوم تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی، جہاں نصف صدی سے زائد عرصہ درس و تدریس، دورۂ حدیث، دورۂ تفسیر اور علومِ دینیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کی تدریس کا نمایاں وصف یہ تھا کہ اپنے اساتذہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلا معاوضہ تعلیم دیتے تھے۔ رمضان المبارک میں ہر سال دورۂ تفسیر اور اختتامِ سال پر دستار بندی کی عظیم الشان تقریبات کا انعقاد بھی آپ کی علمی خدمات کا اہم حصہ تھا، جن سے بڑی تعداد میں علماء اور طلبہ نے استفادہ کیا۔

روحانی وابستگی، سیاسی زندگی اور وفات

شیخ عبد الہادی شاہ منصوری نے اپنے استاذِ تفسیر حضرت مولانا حسین علیؒ کے دستِ حق پرست پر سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی اور انہی کے مجاز و خلیفہ تھے۔ اگرچہ آپ کی پوری زندگی تدریس، تصنیف اور اصلاحِ خلق میں گزری، تاہم 1971ء کے عام انتخابات میں اکابر علماء کے اصرار پر قومی اسمبلی کی نشست کے لیے بھی امیدوار نامزد ہوئے۔ اس سے قبل 1953ء میں آپ حجِ بیت اللہ کی سعادت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک سو آٹھ برس کی بابرکت عمر پائی اور عمر بھر قرآن و سنت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف رہنے کے بعد 23 اگست 1987ء کو وفات پائی۔ آپ کے علمی فیوض، خصوصاً تدریسِ قرآن اور تصنیفِ تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن، آج بھی اہلِ علم کے لیے رہنمائی کا اہم ذریعہ ہیں۔[2]

تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن: تعارف، منہج اور اسلوب جائزہ

تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن کا تعارف

تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن شیخ عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی نمایاں علمی تصنیف ہے، جس میں قرآنِ کریم کے مشکل مقامات کی توضیح اور ان کے اشکالات کا علمی و تحقیقی حل پیش کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر مقدمہ اور فہارس سمیت 614 صفحات پر مشتمل ہے اور مصنف کی حیات ہی میں اپریل 1987ء میں شائع ہوئی۔ اس کی اشاعت شعبۂ تصنیف و تالیف، دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور، ضلع صوابی کے زیرِ اہتمام ہوئی، جبکہ اسے ایجوکیشنل پریس، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی نے طبع کیا۔ یہ تصنیف مصنف کے طویل تدریسی تجربے، قرآنی علوم میں مہارت اور اشکالاتِ قرآنی کے حل میں ان کی گہری بصیرت کی آئینہ دار ہے۔[3]

وجہِ تسمیہ

اس تفسیر کا عنوان "البرہان" نہایت بامعنی اور اس کے موضوع سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ قاضی فضل اللہ کے مطابق "برہان" لفظ "برھن" سے مشتق ہے، جس کے معنی واضح کرنا، آشکار کرنا اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنا ہیں۔ اسی اعتبار سے برہان ایسی روشن دلیل کو کہتے ہیں جو حقیقت کو نمایاں کر دے اور شبہات و اشکالات کو دور کر دے۔ ایک دوسری رائے کے مطابق "برہان" لفظ "برہۃ" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی قطع کرنا یا جدا کرنا ہیں، یعنی ایسی دلیل جو حق کو باطل سے الگ کر دے۔ علمِ منطق میں بھی برہان اس قطعی دلیل کو کہا جاتا ہے جو دعویٰ کو یقینی انداز میں ثابت کر دے۔ ان معانی کی روشنی میں "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" کا عنوان اس حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے کہ یہ تفسیر قرآنِ کریم کے مشکل مقامات کی وضاحت اور ان سے متعلق اشکالات کے ازالے کے لیے مضبوط اور واضح دلائل فراہم کرتی ہے۔[4]

عربی زبان کا انتخاب

شیخ عبد الہادی شاہ منصوریؒ نے اپنی تفسیر عربی زبان میں تصنیف کی، جس کے پس منظر میں متعدد علمی اور تعلیمی مقاصد کارفرما تھے۔ آپ کی پوری علمی زندگی درس و تدریس سے وابستہ رہی اور آپ کے مخاطبین بنیادی طور پر علماء اور طلبہ تھے، جن کی علمی زبان عربی تھی۔ مزید برآں قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ اور اسلامی علوم کا بنیادی سرمایہ عربی زبان ہی میں محفوظ ہے، اس لیے مصنف نے اسی زبان کو ذریعۂ اظہار بنایا تاکہ طلبہ براہِ

راست قرآن کی زبان میں اس کے معانی و مطالب کو سمجھ سکیں اور ان کی عربی زبان پر بھی مضبوط گرفت پیدا ہو۔ اس طرح یہ تفسیر نہ صرف مشکلاتِ قرآن کے حل کا علمی ماخذ ہے بلکہ عربی زبان کی تدریس اور قرآنی فہم کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔

منہج اور اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

ذیل میں تفسیر البرہان کا اسلوبی و منہجی مطالعہ کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

1۔ اختصار و جامعیت کا اسلوب

تفسیر البرہان کا ایک نمایاں اسلوب اختصار کے ساتھ جامع مفہوم کی ادائیگی ہے۔ مصنف غیر ضروری تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں آیت کا مرکزی مفہوم بیان کرتے ہیں۔ مثلاً سورۂ بقرہ کی آیت: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ کی تفسیر میں صرف یہ لکھتے ہیں:

«هو هادٍ خصوصاً للمتقين»۔

اس مختصر عبارت میں انہوں نے یہ واضح کر دیا کہ اگرچہ قرآن پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے، لیکن اس سے حقیقی اور مؤثر ہدایت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو تقویٰ کی صفت سے متصف ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا اسلوب ایجاز پر مبنی ہے، لیکن اس اختصار کے باوجود مفہوم میں کوئی ابہام پیدا نہیں ہوتا۔[5]

2۔ تفسیرِ لفظی اور تفسیری توضیح کا امتزاج

علامہ عبد الہادی شاہ منصوریؒ آیات کی تفسیر میں لفظی معنی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مختصر تفسیری توضیح بھی شامل کرتے ہیں۔ سورۂ یونس کی آیت: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا﴾ کی تفسیر میں «ضياءً أي للعالمين بالنهار» اور «نوراً» کے ذریعے دن اور رات کی منفعت کی وضاحت کرتے ہیں، جبکہ ﴿ما خلق الله ذلك إلا بالحق﴾ کے تحت «أي لإظهار الحق» لکھ کر آیت کے مقصد کو نمایاں کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف الفاظ کی مختصر تشریح کے ذریعے آیت کے مفہوم کو قاری کے لیے زیادہ واضح بنا دیتے ہیں۔

3۔ قرآن کے عقائدی مقاصد پر توجہ

تفسیر البرہان کا ایک اہم منہجی وصف یہ ہے کہ مصنف آیات سے عقائدِ اسلامیہ، خصوصاً توحید، کو نمایاں کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت کی تفسیر کے آغاز میں وہ لکھتے ہیں: «هذا دليل ثانٍ للتوحيد»۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کائنات کی تخلیق اور اس کا منظم نظام محض سائنسی یا طبعی حقیقت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی روشن دلیل ہے۔ یوں وہ آیاتِ کونیہ کو دلائلِ توحید کے طور پر پیش کرتے ہیں، جو ان کے تفسیری منہج کی نمایاں خصوصیت ہے۔[6]

4۔ اعتقادی انحرافات کی علمی نشاندہی

مصنف انبیاء کی دعوت اور انسانی تاریخ سے متعلق آیات میں اعتقادی انحرافات کی وجوہ بھی بیان کرتے ہیں۔ سورۂ یونس کی آیت: ﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ کی تفسیر میں وہ امتِ واحدہ سے مراد توحید لیتے ہیں اور مشرکین کے اختلاف کی وجہ «بلا دلیل» اور «اتباع أسلافهم عناداً» قرار دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک عقیدہ دلیل پر قائم ہونا چاہیے، جبکہ اندھی تقلید اور ضد گمراہی کے بنیادی اسباب ہیں۔ یہ انداز ان کے استدلالی اور اصلاحی منہج کو نمایاں کرتا ہے۔

5۔ قرآنی الفاظ کی تعیینِ مراد

علامہ شاہ منصوریؒ مشکل یا مجمل الفاظ کی مراد کو مختصر تعبیرات کے ذریعے واضح کرتے ہیں، جیسے «أمةً واحدةً أي على التوحيد» اور «كلمة سبقت من ربك أي في الأزل بتأخير العذاب»۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیات میں وارد اجمال کو مختصر مگر واضح توضیح کے ذریعے دور کرتے ہیں، جو ان کی تفسیر کے عنوان "مشکلات القرآن" سے بھی پوری طرح مناسبت رکھتا ہے۔[7]

6۔ غیر ضروری اختلافات سے اجتناب

ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مصنف مختلف اقوال نقل کر کے طویل مناقشات میں نہیں پڑتے، بلکہ راجح مفہوم کو اختیار کر کے اسے مختصر اور مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس اسلوب سے تفسیر میں روانی، اختصار اور فہم میں آسانی پیدا ہوتی ہے، جو تدریسی مقاصد کے لیے نہایت موزوں ہے۔

7۔ عقلی استدلال کو بنیادی منہج کے طور پر اختیار کرنا

تفسیر البرہان کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ علامہ عبد الہادی شاہ منصوریؒ متعدد مقامات پر قرآنی آیات کو عقلی دلائل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ وہ صرف آیات کی تفسیر پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان سے عقائدِ اسلامیہ کے اثبات کے لیے استدلال بھی کرتے ہیں۔ مثلاً سورۂ ہود کی آیت ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ﴾ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

«هذا دليل التوحيد عقلاً»، جبکہ آیت ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کی تفسیر میں بھی صراحت کرتے ہیں: «هذا دليل عقلي على التوحيد»۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے نزدیک قرآن صرف نقلی ہدایت ہی نہیں بلکہ عقلی برہان بھی ہے، اور وہ آیاتِ قرآنیہ سے توحید، قدرتِ الٰہی اور صفاتِ باری تعالیٰ کو منطقی اور عقلی انداز میں ثابت کرتے ہیں۔ یہ رجحان ان کے کلامی ذوق اور استدلالی منہج کی عکاسی کرتا ہے۔

8۔ صفاتِ الٰہی کے اثبات پر خصوصی توجہ

علامہ شاہ منصوریؒ آیات کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو نمایاں کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مذکورہ عبارات میں علم، قدرت، ربوبیت اور غنا جیسے اوصاف کو آیات کے مرکزی مضامین کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ﴿إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط کو توحید کی دلیل قرار دیتے ہیں، جبکہ تخلیقِ سماوات و ارض کے ضمن میں کامل قدرت اور تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کو ربوبیتِ کاملہ کی دلیل کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کی نظر میں قرآنی آیات کا اصل مقصد انسان کے دل میں معرفتِ الٰہی کو راسخ کرنا ہے۔[8]

9۔ آیات کے مقاصد اور حکمتوں کی توضیح

مصنف صرف الفاظ کے معنی بیان نہیں کرتے بلکہ آیات میں مضمر حکمتوں کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر تخلیقِ کائنات کے بیان کے بعد ﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ کو انسانی زندگی کے مقصد سے جوڑتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق محض وجود میں لانے کے لیے نہیں بلکہ انسان کی آزمائش اور اس کے اعمال کے امتحان کے لیے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا منہج مقاصدِ قرآن کو نمایاں کرنے پر بھی مبنی ہے۔

10۔ اشکالات کی مختصر مگر مؤثر وضاحت

چونکہ یہ تفسیر "مشکلات القرآن" کے موضوع پر ہے، اس لیے علامہ شاہ منصوریؒ ان مقامات کی وضاحت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں جہاں قاری کو اشکال پیش آ سکتا ہے۔ سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کے متعلق وہ مختصر الفاظ میں ستاروں، سورج اور چاند کی تعبیر بیان کر دیتے ہیں، نیز سجدے کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: « على هيئة السجود »۔ اس مختصر توضیح سے وہ اس شبہے کو بھی دور کر دیتے ہیں کہ

یہاں عبادت والا سجدہ مراد ہے، بلکہ مقصود تعظیم و تکریم کا اظہار ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انداز اشکال کی تعیین اور اس کے فوری ازالے پر مبنی ہے۔[9]

11۔ تفسیر بالمأثور اور تفسیر بالرأی کا معتدل امتزاج

ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علامہ شاہ منصوریؒ بعض مقامات پر ماثور روایات سے استفادہ کرتے ہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کے وقت کے متعلق«ليلة الجمعة أو ليلة القدر»کا ذکر، جبکہ اس کے ساتھ اپنی توضیح اور تجزیہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا منہج محض روایات کے نقل کرنے تک محدود نہیں بلکہ وہ روایت اور درایت دونوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

12-قوسین کے ذریعے توضیحی اسلوب

تفسیر البرہان کا ایک منفرد اسلوب یہ بھی ہے کہ مصنف اصل آیت کے الفاظ کے بعد « أي » کے ذریعے مختصر توضیح یا تعیینِ مراد کرتے ہیں۔ تقریباً ہر عبارت میں یہ اسلوب نمایاں ہے، جیسے: «أي يضمرون»، «أي دليل عقلي»، «أي أوّلت بإخوته» اور « أي على هيئة السجود »۔ اس طرزِ تحریر سے قاری اصل نص اور اس کی تشریح میں باآسانی فرق کرلیتا ہے، جس سے عبارت کی سلاست اور فہم میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ یہ اسلوب تدریسی مقاصد کے لیے بھی نہایت مؤثر ہے۔

13۔ علمی ایجاز کے ساتھ تربیتی اسلوب

علامہ شاہ منصوریؒ کی تفسیر میں علمی تجزیہ کے ساتھ اصلاحی اور تربیتی پہلو بھی نمایاں ہے۔ وہ محض علمی معلومات فراہم نہیں کرتے بلکہ آیات سے عملی سبق بھی اخذ کرتے ہیں۔ مشرکین کی مذمت کے موقع پر اندھی تقلید، عناد اور بغضِ رسول ﷺ کی مذمت اور توحید کی دعوت دراصل قاری کی فکری و اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر کا مقصد صرف علمی تشریح نہیں بلکہ قرآن کے ذریعے عقیدہ، فکر اور کردار کی اصلاح بھی ہے۔

14۔ کلامی مباحث کو سادہ پیرائے میں پیش کرنا

اگرچہ علامہ شاہ منصوریؒ کا اسلوب کلامی استدلال سے مزین ہے، تاہم وہ فلسفیانہ پیچیدگیوں اور طویل منطقی مباحث سے اجتناب کرتے ہیں۔ وہ "هذا دليل عقلي على التوحيد" یا "هذا دليل القدرة" جیسے مختصر جملوں کے ذریعے کلامی مسائل کو نہایت آسان اور قابلِ فہم انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا منہج عام اہلِ علم اور طلبہ کو سامنے رکھ کر اختیار کیا گیا ہے، جس میں علمی گہرائی اور سادگی دونوں جمع ہو گئی ہیں۔[10]

خلاصہ بحث

مذکورہ تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ شیخ عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" اپنے منہج اور اسلوب کے اعتبار سے ایک منفرد اور امتیازی تفسیر ہے۔ مصنف نے قرآن کریم کے مشکل مقامات کی تشریح میں اختصار، جامعیت اور وضاحت کو بنیادی اصول بنایا ہے، جس کی وجہ سے مختصر عبارات میں وسیع معانی اور گہرے علمی نکات سمٹ آئے ہیں۔ ان کی تفسیر کا اسلوب تدریسی نوعیت کا ہے، جس میں غیر ضروری تفصیلات، طویل مناظرانہ مباحث اور اقوال کی کثرت سے اجتناب کرتے ہوئے راجح مفہوم کو نہایت سہل اور واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

منہجی اعتبار سے تفسیر البرہان میں قرآن کے الفاظ کی لغوی و تفسیری توضیح، مشکل مقامات کی تعیین، اشکالات کے ازالے اور آیات کے مقاصد و حکم کو نمایاں کرنے کا اہتمام ملتا ہے۔ مصنف قرآنی آیات کو محض تفسیری مباحث تک محدود نہیں رکھتے بلکہ ان سے توحید، صفاتِ الٰہی، قدرتِ

باری تعالیٰ، علمِ الٰہی اور دیگر بنیادی عقائد پر مضبوط عقلی استدلال بھی قائم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مقامات پر وہ آیات کو صراحت کے ساتھ "دلیلِ توحید" اور "دلیلِ قدرت" قرار دیتے ہیں، جس سے ان کا کلامی ذوق اور استدلالی منہج نمایاں ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ شاہ منصوریؒ روایت و درایت کے معتدل امتزاج کو اختیار کرتے ہیں۔ جہاں ماثور روایات سے رہنمائی لیتے ہیں، وہیں اپنے علمی تجزیے اور مختصر توضیحات کے ذریعے آیات کے مفاہیم کو مزید واضح کرتے ہیں۔ ان کا مخصوص اسلوب "أي" کے ذریعے الفاظ کی تشریح، مراد کی تعیین اور اجمال کے ازالے پر مبنی ہے، جو قاری کے لیے فہمِ قرآن کو نہایت سہل بنا دیتا ہے۔ مزید بر آں، ان کی تفسیر میں علمی تحقیق کے ساتھ اصلاحی اور تربیتی پہلو بھی نمایاں ہے، جس کے ذریعے قرآن کے عقائد، اخلاق اور عملی ہدایات کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا گیا ہے۔

الغرض، تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن ایک ایسی علمی کاوش ہے جس میں اختصار اور جامعیت، روایت اور درایت، عقلی استدلال اور اصلاحی اسلوب، نیز تدریسی سہولت اور تحقیقی گہرائی کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہی خصوصیات اس تفسیر کو مشکلاتِ قرآن کے باب میں ایک قابلِ قدر، منفرد اور اہلِ علم کے لیے نہایت مفید تالیف بناتی ہیں۔

نتائجِ بحث

مندرجہ بالا تجزیے کی روشنی میں درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1۔ شیخ عبد الہادی شاہ منصوریؒ کی "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" بنیادی طور پر مشکلاتِ قرآن کے حل اور آیاتِ قرآنیہ کے اشکالات کے ازالے پر مبنی ایک منفرد تفسیری کاوش ہے۔

2۔ مصنف نے تفسیر میں اختصار، جامعیت اور وضاحت کو بنیادی اسلوب کے طور پر اختیار کیا ہے، جس کی بدولت مختصر عبارات میں وسیع علمی معانی اور تفسیری نکات سمو دیے گئے ہیں۔

3۔ تفسیر البرہان کا منہج تدریسی نوعیت کا ہے، جس میں طلبہ اور اہلِ علم کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر ضروری تفصیلات اور طویل اختلافی مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔

4۔ مصنف قرآنی الفاظ کی لغوی و تفسیری توضیح کے لیے نہایت سادہ اور مؤثر اسلوب اختیار کرتے ہیں، جبکہ «أي» کے ذریعے الفاظ کی تعیینِ مراد اور اجمال کی وضاحت ان کی تفسیر کا نمایاں اسلوبی وصف ہے۔

5۔ تفسیر البرہان میں عقائدِ اسلامیہ، خصوصاً توحید، صفاتِ الٰہی، قدرتِ باری تعالیٰ اور علمِ الٰہی کے اثبات کے لیے قرآنی آیات سے عقلی اور نقلی دونوں انداز میں استدلال کیا گیا ہے، جو مصنف کے کلامی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔

6۔ مصنف آیات کے ظاہری مفہوم کے ساتھ ان کے مقاصد، حکمتوں اور تربیتی پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتے ہیں، جس سے تفسیر صرف علمی تشریح تک محدود نہیں رہتی بلکہ اصلاحِ فکر و عمل کا مؤثر ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔

7۔ تفسیر البرہان میں روایت اور درایت کے درمیان اعتدال پایا جاتا ہے۔ مصنف ماثور اقوال سے استفادہ کرتے ہیں، تاہم راجح مفہوم کو اختیار کرتے ہوئے اپنے علمی تجزیے سے آیات کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

8۔ علامہ شاہ منصوریؒ نے متعدد مقامات پر آیاتِ کونیہ کو عقلی دلائل کے طور پر پیش کرتے ہوئے توحید، ربوبیت اور صفاتِ الٰہی کے اثبات کو اپنے تفسیری منہج کا اہم حصہ بنایا ہے۔

9۔ تفسیر البرہان کا اسلوب سادہ، رواں، علمی اور مقصدی ہے، جس میں غیر ضروری فلسفیانہ، منطقی اور مناظرانہ مباحث سے اجتناب کرتے ہوئے براہِ راست مفہومِ آیت کی وضاحت کی گئی ہے۔

10۔ مجموعی طور پر تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن منہجی استحکام، علمی اختصار، عقلی استدلال، تدریسی افادیت اور اصلاحی اسلوب کے اعتبار سے مشکلاتِ قرآن پر لکھی جانے والی قابلِ قدر تفاسیر میں نمایاں مقام رکھتی ہے اور عصر حاضر میں اس پر مزید تحقیقی مطالعات کی گنجائش موجود ہے۔

حوالہ جات

---

[1] مقدمہ تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، (کراچی: ایجوکیشنل پریس، 1978) ص:2

[2] ابراہیم فانی، حیات شیخ القرآن، ص:12

[3] حوالہ بالا

[4] شاہ منصوری، تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:123

[5] سورۃ یوسف، آیت:13

[6] تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:233

[7] تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:345

[8] تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:443

[9] تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:445

[10] تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن، ص:456